بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

رجسٹرڈ ایل ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دار الامن والامان ۱۹ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۹۹ء

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۲۱ جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا اور ایڈیٹر نے مولانا ممدوح کے پنجابی خطبہ کو ساتھ ساتھ اردو مین لکھا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۔

اور ایک شخص نے جو تھا قوم فرعون ہی مین سے مگر مومن تھا۔ اور اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا ان لوگون کہا (سنو) کیا تم ایک شخص سے برسرپیکار ہوتے اور اس کے قتل کے منصوبے کرتے ہو جو کہتا ہے اللّٰہ ربّی یعنی جو اپنا محسن و مربی اس پاک ذات کو قرار دیتا ہے جو جمیع صفات ستودہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ اور ردیہ سے منزہ ہے اور پھر اپنے اس قول کی کہ (ربّی اللّٰہ) تصدیق مین کھلی کھلی نشانیان لیکر آیا ہے (دیکھو اگر تم ان آثار اور نشانات بینہ کو جو اللہ تعالے کے اپنے ساتھ معیت کے وہ دکھاتا ہے) دیکھکر بھی اس کی تکذیب سے باز نہین آتے اور مجادلہ نہین چھوڑتے تو آسان فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت کاذب ہے اور خدا تعالے پر افترا باندہتا ہے تو اسکی ہلاکت اور سزا کے لئے اسکا جھوٹ ہی کافی ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان وعدہائے سے تمکو کوئی نہیچ رہے گا جو وہ تم سے کرتا ہے۔

پس اسی معیار کو تم رہنے دو کیونکہ اللہ تعالی کی یہ سنت اور پختہ قانون ہے کہ وہ کبھی کبھی بھی اپنی حد سے باہر قدم رکھنے والے اور خدا تعالے پر جھوٹ بولنے والے انسان کو سرفراز اور سرسبز نہین کرتا۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم مین ایک صادق۔ مامور من اللہ۔ راستباز کا ذکر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور اور فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اُس زمانہ کے متکبر اور رعونت مجسم انسان کے سامنے جاکر تبلیغ حق کرتا ہے اور پورے زور اور قوت کے ساتھ اپنے مخالف کی جو اسوقت دنیوی جاہ و جلال کی کرسی پر بیٹھا ہوا شیخی بگھار رہا تھا ہلاکت کی پیشگوئی کرتا ہے اس کے دعوے کی قوت اسکی جرات اور پُرہیبت آواز اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ اُس کا مربی اللّٰہ تھا۔ کسقدر قوت یقین اور استقلال رکھتا ہے۔ نادان فرعون اپنے جاہ و جلال اپنے حشم و خدم کے گھمنڈ مین سرشار اس عاجز انسان کے قتل کا ارادہ کرتا ہے لیکن اُسی قوم کا ایک مومن انسان اُٹھکھڑا ہوتا ہے اور اُن سب کو جو **موسیٰ علیہ السلام** کے قتل کے درپے تھے مخاطب کرکے ایک معقول بحث کرتا ہے اور قوم پر حجت ملزمہ قائم کر دیتا ہے۔

اس قصہ کے بیان سے خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تا وہ پاک اور سچا اصول دنیا کے سامنے پیش کرے جو استقرا کے طور پر

مامور من اللہ کی صداقت اور جانچ کا ایک کامل العیار محک ثابت ہوا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

یعنی خداتعالے کبھی بھی ایسے انسان کو برومند اور سرسبز نہین کرتا جو اپنی حد سے بڑھ جانے والا ہو اور خداتعالے پر افترا اور جھوٹ باندھتا ہو۔ اس سنہری اصول پر غور کرو خداتعالے نے اپنا لاتبدیل قانون اور لاتحویل قاعدہ بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہین اور جس عہدہ اور اعزاز کی قابلیت نہین رکھتے پھر اپنے آپ کو اسکا سزاوار اور مستحق قرار دیتے ہین خدا کی ذات پر جھوٹ بولتے ہین یعنی مامور اور منجانب اللہ نہین ہوتے لیکن اپنی ماموریت کا ادعا کرتے ہین وہ فائز المرام نہین ہوتے۔

مسرف کسکو کہتے ہین۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مالدار اور ذی حیثیت دکھانے کے لئے محض نمود کیخاطر فضول خرچیان کرتا ہے یہانتک کہ ایک وقت اس پر آجاتا ہے کہ دیوالیہ ہو جاتا ہے ادھر سے ڈگری ہوتی ہے اودھر سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہین اور پھر وہ ساری شیخی کرکری ہوکر رہجاتی ہے۔ وہ عزت وحکمت جوکہ بوالفضول چاہتا تھا کہان گئی۔ اسکی عزت پر پانی پھر گیا اور ٹکڑے سے محتاج ہوکر ذلت اور نکبت کے قعر مین جا پڑا۔ یہ ایک ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ ہمکو کسی بحث کی اسپر ضرورت نہین آئے دن ایسے تباہ کار لوگون کے حالات دیکھے جاتے ہین۔

پھر وہ کذاب جو خداتعالی پر افترا کرکے دو چار فقرے سُناکر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اُسکو خداتعالے کیطرف سے مامور ہونے کا اعزاز نہین دیا گیا۔ غلط فہمی غلط کاری سے ایک راستباز کے بالمقابل بول اُٹھتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا اور بالمقابل راستباز کو مسرف کذاب کہتا ہے۔ اور ادھر یہ راستباز بولتا ہے کہ مجھے کہا گیا ہے **انا الفتاح**

افتح لک نری فتحاً مبینا۔ یأتیک

من کل فج عمیق

اب یہ اصول اس موقع پر کیسا کام دیتا ہے اگر اول الذکر جو دوسرے کو مسرف کذاب کہتا ہے فی الحقیقت خداتعالے کیطرف سے نہین بولتا ہے تو اسکا پول کھلجاویگا اور مسرف کذاب کا خود ہی مصداق ہوکر بے نیل مرام دنیا سے اُٹھ جائے گا اور وہ شخص جو منصرف کائنات عالم الغیب خدا کے کہنے سے بولتا ہے کہ **انا الفتاح** وہ کامیاب ہوکر اور بھی اس کے جھوٹ پر مہر کردیگا۔ غرض یہ ایک بین اور معًا ایک نازک اصول ہے

آج بھی ایک صدا مامور من اللہ ہونے کی کانومین ایک عرصہ سے گونج رہی ہے اور خدا کا احسان اور اُسکا فضل ہے کہ اس آواز کی حقیقت ہمپر کھلی اور اُسے تسلیم کرنے کی توفیق ہمکو ملی۔ اُس نے کہا کہ

اس زمانہ کا امام مین ہون

اسپر نادانون نے شور مخالفت بلند کیا۔ تکفیر کے فتوون کے لئے تگ ودو کی۔ غرض کہین کچھ کہین کچھ ہر قسم کی مخالفت سے چاہا کہ اس نوراللہ کو بجھادین مگر وہ تو روشن ہی ہوتا گیا۔

مین کہتا ہون کہ آہ! کیون ان ناعاقبت اندیش حقیقت وحق سے مہجور لوگون نے قرآن کریم کے اس مقدس اصول کو زیرنظر نہ رکھا اور کیون اب بھی اس پر توجہ نہین کرتے۔ گھبرانے اور حیرت مین پڑنے کی کیا ضرورت ہے مدعی کے سچ اور جھوٹھ کے دریافت کرنے کے لئے کسی اور معیار کی تلاش فضول ہے۔ یہ بہت سچا اور خطا نہ کرنے والا محک موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک تاریک غار سے نکلکر جس مین کوئی انسان آسایش وآرام کے ساتھ نہین بیٹھ سکتا باوجودیکہ کسی قسم کا سہارا اور آسرا قوم یا کسی انسان کا نہین ایک اکھڑ اور سرکش قوم کے سامنے کہتے ہین۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

اقرء وربک الاکرم

باایںہمہ بےسامانی وبیکسی وہ انسان کامل قوم کو یہ سناتا ہے اور ابھی معلوم نہین کہ اوان قوم سے کیا کیا پیش آتا ہے مگر یہ اُسے پہلو سے کہے دیتا ہے کہ چونکہ میرا اُستاد میرا محسن ومربی مکرم ہے اس لئے مین بھی معزز ومحترم ہونگا۔

ایک دہریہ جو اپنی ناقص عقل مین ہستی الٰہی کے لئے کوئی زبردست دلیل یا شہادت نہین پاتا (بہ خیال خویش) مین خداہی کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ اگر وہ ہماری کتاب مجید مین غور کرے اور سید الاولین والآخرین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی اس شان مین جو کتاب مجید نے دکھائی ہے فکر کرے تو اسکو ایک چمکتا ہوا **خدا** نمایان طور پر نظر آئے گا۔ کیا ایک عاجز انسان عرب جیسی قوم کے سامنے خود بخود بغیر بلائے یہ کہہ سکتا ہے کہ اقرء وربک الاکرم اسمین بڑی بھاری غرض بیان کی گئی ہے کہ تیرا مربی جو خود مکرم ہے محترم ہے اور جب اسکی کنار عاطفت مین تو نے پرورش پائی ہے پھر تو بھی اعزاز وتکریم کی کرسی پر بیٹھے گا۔ پھر دیکھلو کہ کسقدر عزت حاصل کی۔ ہمارے ہادی ومولے سید الاصفیا کی شرافت اور بزرگی کے کنہ تک آج کون پہنچ سکتا ہے۔ ہر آن جنکے مدارج ومراتب مین ایک رفعت اور کثرت ہورہی ہے۔ اللہ اللہ ایسا بڑا جلیل القدر انسان!!! جسنے بنی نوع انسان کے کمالات کو یکجا جمع کرکے دکھا دیا۔

غرض بات یہ ہے کہ ربک الاکرم کہنے والا واقعی خدا تھا ورنہ باوجود اسقدر رکاوٹون کے اور مخالفون کے کیا ممکن تھا کہ ایک بےکس بےبس بےزر بے پر انسان اسقدر کامیاب ہوسکتا مسیلمہ کذاب کا ہی معاملہ دیکھلو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آدھی زمین مجھے دیدو اور آدھی تم لے لو۔ لیکن آپ نے اُس مسرف کذاب کے جواب مین لکھا

ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین ۝

زمین خدا تعالے کی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں مین سے وارث کرتا ہے اور انجام نیک متقیون کا ہے یعنی ہم دونو مین سے جو متقی ہوگا آخر کامیاب ہوگا۔

دوسرے لفظون مین یون کہو کہ حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف دلیری سے دعوی کرتے ہین کہ مین متقی ہون اسلئے خدا تعالے کا فتوی ہے کہ کامیاب ہونگا وارث مین ہونگا اگر یہ انسانی افترا نعوذ باللہ ہوتا تو یہان بھی وہی ناکامی پیش آتی جو مسیلمہ کے پلہ پڑی لیکن واقعات نے دکھا دیا کہ لاریب آپ سید الاتقیا تھے اور **انا اعطینٰک الکوثر** کے سچے مخاطب تھے۔

مین پھر اصل کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ یہ کیا عجب اور مستحکم اصول ہے کہ ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ جو اپنی چادر سے باہر قدم رکھتا ہے اور کذاب ہے خدا اسکو کامیاب نہین کرتا۔ سمجھ نہین آتا دل گھبراتا اور ایک ایک وقت میرے گلے مین آکر اٹک جاتا ہے کہ وہ قوم جسکے پاس ایسے مستحکم اصول راستباز اور مسرف کذاب مین امتیاز کے موجود ہین اور جو ایسی کتاب اپنے پاس رکھتے ہے جسکو قول فصل خدا نے آپ کہا ہے جو میزان اور مہیمن کہلاتی ہے کیا وہ .... ان آیات کو نہین پڑھتی اور پڑھتے ہین تو پھر ان سے کیا مراد لیتے ہین۔ ایک دو نہین بائیس برس سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا۔ یہ خدا کا راستباز پکار پکار کر کہتا ہے کہ مین **مہدی** ہون اور خدا نے مجھے **ھدی** و **مسیح** بنا دیا ہے پہلے اگر دھیمی آواز سے بولتا تھا تو اب ایک گرج اور کڑک سی بولتا ہے بلکہ اس کی آواز آج اس زور مین ہے کہ گرجتی ہوئی یورپ کے عظیم الشان گرجون کی صلیب پر جا کر کڑکتی ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا مذاق رکھتا ہے اور میرا دل کسی مین ہے تو وہ اس سے لذت اٹھا سکتا ہے۔

غیظ و غضب کو دور کرکے تعصب اور ضد چھوڑ کر کوئی دیکھے کہ اس آواز مین کیسی قوت کیسا یقین اور استقلال ہے پھر نری آواز ہی نہین بلکہ اس کے ساتھ نمایان نصرتین اور برکات الٰہیہ کے بین اور کھلے نشان ہین کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے خود حق اور باطل مین التباس کرے **تعالیٰ شانہ** ہو نہین سکتا! ایک جھوٹا وہ نصرتین پا سکے جو ایک راستباز کو ملتی ہین ممکن نہین؟

انسان ایک مستقیم دل سے کر سوچے تو حیران ہو جاتا ہے کہ کیون تیرہ سو برس پیشتر اپنے رسول کی زبان سے کہلایا کہ **ان لمہدینا آیتین** کیا خدا اتنا نہ تھا کہ وید اور پران کیطرح احادیث کی اصلیت کو گم کر دیتا۔ کیا احادیث کے الفاظ کا محفوظ رہنا اور پھر **خسوف کسوف** کا اسی فرمودہ کے موافق ہو جانا صاف طور پر نہین بتلاتا کہ منشاء الٰہی یونہی تھا پھر اسی نشان کو کیون ایک ایسے مدعی کے وقت مین پورا کیا۔ اونٹ کیون بیکار ہو گئے ریل اور چھاپہ کا اجرا اسی کے زمانہ مین کیون بسرعت ترقی ہوتا ہے۔ کیون ایسا ہوتا ہے کہ طاعون کی خبر بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوئی پھر علاوہ بران ایک کپکپا دینے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ایک بیدل شخص کا اپنی بدزبانیون اور دریدہ دہنیون کی پاداش مین خدا تعالے کے عضب کی قہری چھری سے اس کے کہنے کے موافق عین میعاد کے اندر ہلاک ہونا اگر اسے ہلاک بھی ہونا تھا تو خدا تعالے اسکو صرف اس لئے بچا لیتا کہ اس جھوٹے کو ترقی نہ ہوتی؟ مگر نہین اے قوم! ناقدر شناس قوم سن۔! اور کان لگا کر سن۔ آسمان نے اسکی صداقت پر مہر کر دی زمین نے اپنے خزانے اگل دئے اور اسکی تصدیق کے لئے تمام نشانون کو پورا کر دکھایا مشیت الٰہی یونہی تھی۔ خدا کا مامور آیا۔ اور اپنے وقت پر آیا اسکی تائید و تصدیق مین نشان کیون پورے نہ ہون؟ اے قوم تو اب اور کیا چاہتی ہے جو تیری خوشی کا موجب ہو۔ اللہ اللہ خدا کا کلام جلی اور زرین حروف مین لکھا ہوا ہے کہ

ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب

اور پھر تم دیکھ چکے کہ یہ تو ہر نئی قوت اور ہر روز ایک تازہ نصرت کے ساتھ ترقی کرتا ہے پس آؤ مخالفت سے باز آؤ کہ یہ خدا تعالے سے لڑائی ہے اور اس سے لڑنے مین خیر و برکت نہین ہے۔ ناپاس قوم! اٹھ اور شکر کے سجدے کر۔ اپنی نشابکاریون سے توبہ کر۔ اور اپنے ہمدرد اور خیر خواہ کی باتین سن کہ تیرے لئے برکت کا موجب ہے!!!

میرے دوستو! ہان اے وہ لوگو جنھون نے اس امام کو پہچان لیا ہے اور اس کا ساتھ دیا ہے تم بھی سن رکھو کہ تم پر حجت پوری ہو چکی تم نے نشانات کو دیکھ لیا۔ تم صرف اسبات پر ناز نہ کرو کہ امام کے ساتھ ہو یاد رکھو کہ تقوی کے بغیر کچھ نہین۔ ساری امیدین اور کامیابیان متقیون کے واسطے ہین۔ پس اسکا ساتھ دینا کیا ہے اسکی ہر ادا اس کے خط و خال نشست برخاست غرض اسکی بات سے محبت کرنا تاکہ تقوی اللہ کی حقیقت کا کھیل پتہ لگے۔ مین اس خطبہ کی گھڑی مین اپنے لئے اور اپنے حاضر و غائب دوستون کے لئے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالے تقوی اللہ کی توفیق دے۔ اور امام کے ساتھ سچی

محبت اور ارادت عطا فرماوے اسکی

محبت مین زندہ رکھے اور اسکی

محبت مین دنیا سے اٹھاکر

اور اس کے محبون کے

زمرہ مین

جلاوے

امین

مکتوب امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المخدوم کا عنایت نامہ پہنچا **حدیث نبوی** بغیر فہم غیری کے معنے جو اس عاجز کے دل مین ڈالے گئے ہین یہ ہین کہ غیر کے لفظ سے نفس ماسوی اللہ مراد نہین بلکہ نفس نااہل و ناآشنا مراد ہین مگر جو لوگ مومن حقیقی ہین وہ بباعث استعداد فنا اور زوال حجب کی کبریائی دامن کے اندر داخل ہین۔ اور غیر نہین ہین خود خدا تعالے نے بعض صالح اہل کتاب کے حق مین اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** یعنی وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الدنیا اور سید الاولیا ہے اسطرح پر شناخت کرتے ہین جیسے وہ اپنے بیٹون کو شناخت کر رہے ہین اور اسی طرح روحانی

روشنی کی برکت سے اولیا اولیا کو شناخت کر لیتے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے وجود کو یمن میں شناخت کر لیا ہے اور بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یمن کی طرف سے رحمٰن کی مجھکو خوشبو آ رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے مراتب معلوم تھے اور ہر ایک کی نورانیت باطنی کا اندازہ اُس قلب منور پر مکشوف تھا ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں وہ بیگانہ حضرت احدیت کو شناخت نہیں کر سکتے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر) نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں پر تو اُنھیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہیں سکتے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار روحانی کا سخت چمکارہ بیگانہ بعض پر بھی جا پڑتا ہے جیسے ایک عیسائی نے جب کہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلعم مع حسنین و حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے سامنے آئے دیکھکر اپنے بھائیوں کو کہا کہ مباہلہ مت کرو مجھکو پروردگار کی قسم ہے کہ میں ایسے منہ دیکھ رہا ہوں کہ اس پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ جا تو فی الفور اُٹھ جائیگا۔ تو خدا جانے کہ اسوقت نور نبوت و ولایت کیسا جلال میں تھا کہ اُس کافر بد باطن اور سیہ دل کو بھی نظر آگیا اور عام طور پر باستثناء خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت ولایت کہ جو قرب الٰہی کا نام ہے بجز حضرت احدیت کے کسیکو اُسپر آگاہی نہیں ہو سکتی ہے اس حقیقت کے انوار و آثار جیسے صبر استقامت رضا جود سخا صدق وفا شجاعت حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگوں پر ظاہر ہو جاتے ہیں مگر یہ سب آثار ولایت ہیں اور حقیقت ولایت ایک مخفی امر ہے جسپر غیر اللہ کو ہرگز اطلاع نہیں واللہ اعلم بالصواب

اور جو آپ نے دریافت کیا ہے کہ خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال ہے اسمیں تحقیق یہ ہے کہ بلاشبہ ریاضات شاقہ کو کشوف وغیرہ خوارق میں دخل عظیم ہے بلکہ اسمیں کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہیں اور اسی جہت سے فلاسفہ یونان اور اس ملک ہند کے جوگی اپنے تپوں جپوں کے ذریعہ سے صفائی نفس حاصل کرتے رہے ہیں اور اُنکا قلب اپنی معبودات باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے اور مکاشفات بھی انکے ظہور میں آتے رہے ہیں چنانچہ کسی تاریخدان اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا اب بیخبر کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب کشوف و خوارق باطل پرستوں اور استدراج والوں سے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر انمیں اور اہل حق میں کیا فرق باقی رہا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت احدیت کے برگزیدے بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ علامتیں ایسی ہیں کہ گویا باطل پرست لوگ اپنی کجروی کی محنتوں سے گداز بھی ہو جائیں تب بھی وہ علامات انمیں متحقق نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ اوّل اُنمیں سے ایک یہ ہے کہ اہل حق کو صرف کشفی صفائی نہیں اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے اور وہ اخلاق فاضلہ میں اسقدر پایہ عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ جیسے خدا کو اپنے اخلاق پیارے ہیں ویسا ہی وہ اخلاق انکو پیارے ہو جاتے ہیں اور اُنکی سرشت میں الوہیت کی تجلیات گھر کر جاتی ہیں اور بشریت کی آلودگیاں اور تنگیاں اُٹھ جاتی ہیں پس اُن سے نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت کے طور پر صادر ہوتے ہیں کہ بشری طاقتوں سے بجز خاص تائید الٰہی کے انکا صادر ہونا ممکن نہیں انسان بشریت کے تخلیات اور نفس امارہ کی زنجیروں میں اور ننگ و ناموس کی قید و بند اور خانہ داری کے جان گداز فکروں میں اور شدائد اور آلام کے حملوں میں اور وساوس اور اوہام [illegible] سخت عاجز ہو رہا ہے اور اگر دعوی کرے کہ میں اپنے آپ ہی سے ان بھاری بوجھوں سے نکل سکتا ہوں تو وہ جھوٹا ہے پس اہل اللہ میں یہ بزرگی ہے کہ وہ توفیق یافتہ ہوتے ہیں اور دست غیبی اپنی خاص حمایت اور قوت سے اُنکو ان تمام بوجھوں نیچے سے نکال لیتا ہے سو اُن میں ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسی سخا اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسی رضا بقضا ہوتا ہے کہ دوسروں سے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ در پردہ الٰہی ستارے اُن کے مددگار ہوتے ہیں اور لغزشوں سے بچائے جاتے ہیں اور جسکی محبت میں وہ دنیا کو کھو بیٹھے ہیں اور دنیوی عزتوں اور ناموس سے بیزار ہو گئے ہیں وہ محبوب حقیقی اُنکا متولی ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت پاتے ہیں جو تائیدات خاصہ کی بشارتوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور نیز اُنمیں وہ مراتب عالیہ انپر ظاہر کئے جاتے ہیں کہ جو اُن کو حضرت احدیت میں حاصل ہیں۔ اور یہ نعمت غیروں کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

اسجگہ بتوجہ یاد رکھنا چاہئے کہ الہامات و مکالمات الٰہیہ کو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہوں جنمیں شخص ملہم کی تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے وہ اہل اللہ کی شناخت کے لئے نہایت روشن علامات ہیں اور کوئی خارق عادت انسے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کلام کی ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے مواعید ہیں اور پھر اُن مواعید کا اپنے وقتوں پر پورا ہونا محبت اللہ کا ایک روشن نشان ہے

تیسرے علامت یہ ہے کہ خواص اولیا ریاضات شاقہ کے محتاج بھی نہیں ہوتے ایک قسم کی ولایت کہ جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے اس قسم کے لوگ جب دنیا میں آتے ہیں تو ہوش پکڑتے ہیں عنایات الٰہیہ اُنکی متولی ہو جاتی ہے اُنکو سالکوں کی پرتکلف حالت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی اُن کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی کیونکہ دست غیبی نے اُنکو فطرت میں ہی درست کر لیا ہوتا ہے اور بیضہ بشریت میں داخل ہی نہیں ہوتے تعلقات شدیدہ عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور ابتداء فطرت سے کسی ریاضت کے محتاج نہیں ہوتے ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور ایسے لوگوں سے بغیر حاجت ریاضات شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ شان نبوت انپر غالب ہے سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور خوارق کے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھہرایا ہے تو ایسے کمل لوگوں کو مستثنیٰ رکھلیا ہوگا اور ایسے لوگ نہایت قلیل الوجود اور نادر الظہور ہیں کبھی کبھی شدت حاجت کیوقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور اُنکا آنا لوگوں کے لئے ایک رحمت عظیم ہوتا ہے اور امت محمدیہ مرحومہ پر حضرت احدیت کیسے یہ رحمت ہے کہ کبھی کبھی آخر صدی پر اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان کے لوگ مبعوث ہوتے ہیں اور دنیا اُن کے وجود سے نفع اُٹھاتی ہے اور دین زندہ ہوتا ہے اور یہ بات کہ ظہور خوارق ولایت کے لئے شرط ہے یا نہیں اکثر صوفیوں کا اتفاق اسی پر ہے کہ شرط نہیں پر اس عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کے لئے ظہور خوارق شرط ہے ولایت کی حقیقی قرب اور معرفت الٰہی ہے سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پر ایمان لاتا ہے اور وہ کشوف عالیہ اور زوال حجب اسکو نصیب نہیں ہوا جس سے ایمان اُسکا تقلید سے تحقیق کے ساتھ مبدل ہو جاتا تو کیونکر کہا جائے کہ اسکو

ولایت ... نصیب ہوگی - بعض بزرگون نے جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنے مکتوبات مین لکھا ہے کہ یقین کے لئے معجزات نبوۃ کافی ہین مین کہتا ہون کہ کافی نہین کیونکہ وہ اس شخص کے حق مین کہ صدہا سال بعد پیدا ہوا ہے منقولات کا حکم رکھتے ہین اور دیدا اور شنیدہ مین جسقدر فرق ہے ظاہر ہے علما محدثین سے زیادہ تر اور کون معجزات سے واقف ہوگا مگر وہ معجزات کہ جنکی رویت سے ہزارہا صحابہ یقین کامل تک پہنچ گئے تھے اب ان کے ذریعہ کر علما ظاہر کو اسقدر اثر بھی نہین کہ اُنھین اُن معجزات کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو مگر یہ بھی نہین اللہ تعالے نے خود فرمایا ہے کہ ہماری نشانون کے از دیاد ایمان مین دخل عظیم ہے اور خود ولایت نامہ کی حقیقت جبکہ قرب تامہ ہے تو پھر ظاہر ہے کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم ملزوم ہین جو شخص ہمارے مکان پر آتا ہے اُسے ضرور ہے کہ مکان کی وضع اور اسکی کیفیت کمیت سے اطلاع پیدا کرے لیکن اگر بعد از حصول بھی ایسا ہے جو قبل از وصول تھا تو گویا اُس نے مکان کو دیکھا ہی نہین انبیا کے یقین کو بھی خدا نے نشانون سے ہی بڑھایا ہے اور قرآن شریف مین رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ حضرت ابراہیم کا سوال ہی موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہو سکتی ہے بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہو اسیقدر علم زیادہ ہے خدا تعالے خود آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو مسجد اقصے اور آسمان کا سیر کرایا تاکہ اُسکو اپنی آیات خاصہ سے مطلع کرین - ہان یہ ضروری ہے کہ جس ولی کو منصب ارشاد اور ہدایت کا عطا نہین کیا گیا اُسکے خوارق اور لوگون پر ظاہر ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ اسکو لوگون سے کچھ واسطہ اور تعلق نہین ہے لیکن خود اُسپر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت ولایت تک اُسکا قدم پہنچنا اسی سے وابستہ ہے مسجد کے بارہ مین جو فقرہ خداوند کریم کیطرف سے الہام ہوا تھا جسمین خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ مسجد اسمین موجود ہے اور وہ فقرہ الہامیہ یہ ہے

مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ

خداوند تعالے کی عجیب قدرت ہے کہ اس مسجد مبارک کے بارہ مین پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ اُن کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے جسکے ایک فقرہ سے آپ کو اطلاع دیچکا ہون مگر بعد اسکے ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا اور وہ دوسرا فقرہ یہ ہے

فیہ برکات للناس و من دخلہ کان امنا

یعنی اسمین لوگون کیلئے برکتین ہین جو اسمین داخل ہوا وہ امن مین آگیا - علما ظاہر شاید اسمین اعتراض کرین کہ یہ تو بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان مین وارد ہے مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سے بیخبر ہین اور معذور ہین اور نیز ایک الہام یعنی مکالمہ حضرت احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقعہ ہوا بباعث رابطہ اتحاد آپکو لکھتا ہون اور چونکہ یہ عاجز اعلان کا اذن بھی پاتا ہے اس لئے کتاب مین یعنی حصہ چہارم مین درج بھی کیا جائیگا خداوند تعالی کی الوہیت کی موجبین مین کہ اس ناکارہ بندہ کو جو فی الواقعہ بی ہنر اور تہیدست ہے ایسے مکالمات سے یاد کرتا ہے روحی فداہ سبیلہ بالشان من جلیلہ اور وہ الہام یہ ہے بشری لك یا احمدی انت مرادی و معی غرست کرامتك بیدی بشارت باد ترا یا احمد من تو مراد منی و با منی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود بخدمت خواجہ علیصاحب و مولوی عبد القادر صاحب و منشی بہرام خانصاحب وغیرہ جناب آنصاحب سلام مسنون پہنچے ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ذیقعد ۱۳۰۰ ہجرے نبوے -

---

گورنمنٹ اور ہم

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لای تو حضرت اقدس امامنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی اُن کی دعوت کی جبکہ سب مہمان کھانے کیواسطے جمع ہوسے تو دستر خوان کے بچھائے جانے سے پہلے حضرت اقدس امام صاحب نے اُس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کرکے جو گفتگو کی وہ ایسی مفید اور کار آمد باتون پر مشتمل تھی کہ مینے اکثر فقرون کو اپنی عادت کے موافق اُسی وقت اپنی نوٹ بک مین جمع کیا اور بعد مین مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار الحکم مین دوسرے احباب کو بھی اس پر لطف تقریر کے مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دون تاکہ اللہ تعالے کے اُس احسان کے شکریہ مین کہ مجھے چند دن مسیح کے قدمون مین رہ کر ایمان مین ترقی کرنے کا موقع ملا ہے خلقت کی خدمت ہو جائے لہذا اُن فقرات کی مدد سے اور اپنے یادداشت کے ذریعہ مینے مفصلہ ذیل عبارت ترتیب دی ہے

حضرت نے اُس معزز مہمان کو مخاطب کرکے فرمایا

کہ جب کبھی آپ اسجگہ قادیان مین تشریف لادین بے تکلف ہمارے گھر مین تشریف لایا کرین ہمارے ہان مطلق تکلف نہین ہے ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا اور اُس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہین گویا کہ ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہین ہم محض دین کے ہین اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے جیسا کہ اسلام مین ہمیشہ بزرگون اور امامون کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہین بلکہ لوگون کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دور کرنا اور اُن کے دلون سے نکالنا ہمارا اصل منشا اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ غیر قومون کے لوگون کی چیزین چرا لینا جائز ہے اور کافرونکا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنے ان نفسانی خواہشون کی خاطر اس کے مطابق حدیثین بھی گھڑ رکھی ہین - پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا مین آنیوالے ہین تو انکا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیان کرنا ہے حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہین ہو سکتا - غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگون کے دلونمین پڑے ہوے ہین جنکو دور کرنے کے واسطے اور پُرامن عقائد انکی جگہ قائم کرنیکے واسطے ہمارا سلسلہ ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحون کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتین سکھانے والون کی دنیا دار مخالفت کرتے ہین ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفون نے غلط خبرین محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہماری برخلاف مشہور کین یہانتک کہ ہمکو ضرر پہنچانیکے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹین کین کہ یہ مفسد آدمی ہین اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہین اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانون نے اپنے خیرخواہون یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسا ہی سلوک کیا ہے مگر خدا تعالے نے انسان مین ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگون کو خوب جانتے ہین چنانچہ کپتان ڈگلس صاحب کی دانائی کیطرف خیال فرمانا چاہئے کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہمری نسبت کہا کہ یہ بادشاہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور اشتہار

اُس کے سامنے پڑھا گیا تو اُس نے بڑی زیرکی سے پہچانا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اسمیں شک نہیں کہ ازالہ اوہام وغیرہ دوسری کتب میں ہمارا لقب **سلطان** لکھا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کیطرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہوں سے ہمارا کچھ سروکار نہیں ایسا ہی ہمارا نام **حکم** عادل بھی ہے جسکا ترجمہ اگر انگریزی میں کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہے کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہیں۔ یہ سب ہماری خطاب کتابوں میں موجود ہیں اور ساتھ ہی اُنکی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتوں کی اصطلاحیں ہیں اور زمینی بادشاہوں سے اُنکا تعلق نہیں ہے اگر ہم سرکو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگوں کو کیوں روکتے اور زندگی سے ہم مخلوقات کو کیوں منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب عقلمند نے ان سب باتوں کو پا لیا اور پوری پوری انصاف سے کام لیا اور دونوں فریق میں سے ذرہ بھی دوسرے فریق کیطرف نہیں جھکا اور ایسا نمونہ انصاف پروری اور داد رسی کا دکھلایا کہ ہم بدل خواہشمند ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلیٰ درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہیں جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کیوجہ سے ادنیٰ درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح سے ہوسکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پُرامن زمانہ کو بُرا خیال کرے اور اس کے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لیجاوے حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کسقدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کیے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اسطرح مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کرم شاہ اس آرزو میں ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائیں مانگتا تھا کہ ایک دفعہ **صحیح بخاری** کی زیارت ہو جائے اور دعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے نا اُمید ہو جاتا تھا آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے میں ملجاتی ہے اور اُس زمانہ میں لوگ اس قدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جسکا نام خدابخش تھا اپنا نام خداسنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ

اس گورنمنٹ کے ہمپر اسقدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کسطرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہیں یا ہمارا مذہب غلط ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ ایک مجلس قائم کریں اور اس میں ہماری باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں تاکہ اُن کی تسلی ہو اور اُن کی غلط فہمیاں دور ہوں جھوٹے کے منہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اسکو پہچان جاتا ہے صادق کے کام سادگی اور یکرنگی سے ہوتے ہیں اور زمانہ کے حالات اُس کے مؤید ہوتے ہیں۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کسطرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں ۶ کروڑ کتب اسلام کے برخلاف شائع ہوئی ہیں اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی اُمید میں آسمان کیطرف منہ اُٹھاتے ہیں آج ۱۴۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اُتری ہے اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کیطرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلاخوف و خطر کئی ماشوں تک کھا جاویگا اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اُسکو منہ کے قریب بھی نہ لائے گا حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو پتہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ کوئی زبانی نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جسکا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اندھیرے میں اور اُجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکسان ہو پس درستی اخلاق کیواسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران

اور اُس کے اعمال اور افعال اور اُس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ در اصل منافق وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جسکا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کیطرح چلتا ہے۔ دہریہ ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہیں کہ وہ حسن اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی اُنگلی اُسمیں نہیں ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار اسٹرکنیا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اُس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اُسکو منہ نہیں لگائیں گے اور مرنے سے بچ جائیں گے۔ اور تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیا کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھیرنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا تو وہ کیون اسقدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے لیکن اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے اور اُن کو بتلا دیتا ہے کہ فلان وقت اور فلان دن میں میں نے فلان امر کو مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جسکو خدا نے اس کام کے واسطے چنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگوں کو اطلاع دیدیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہزاروں ایسے نشانات عطا کئے ہیں جنسے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے ہماری جماعت کے اسقدر لوگ اسجگہ موجود ہیں کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کئی سو آدمی کو باہر بلوائیں اور اُن سے پوچھیں اس قدر احبار اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقلمند

وابستہ رکھتے ہین اور دنیوی طور پر اپنے معتقدوں منتظرون پر قائم ہیں کیا ان کو تسلی نہین ہوئی کیا انھون نے ایسی باتین نہین دیکھین جنپر انسان کیلئے ٹھیرنا دشوار نہین ہے اگر ان سے سوال کیا جاویگا تو ہر ایک اپنے آپکو اول درجہ کا گواہ قرار دیگا۔ کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جنمین عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہین بغیر پوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہین کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے اور جب کہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہین جسکی تصدیق کے لئے ہر ایک شخص مکذب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہئے کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ ان سب گروہ مین جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور فرسودہ روزگار اور بفضل الٰہی مالی حالتون مین دوسرون کے محتاج نہین ہین اگر انھون نے ہمارے تحریر میرے دعوے پر یقین حاصل نہین کیا اور پوری تسلی نہین پائی تو کیون وہ اپنے وطنون کو چھوڑکر اور عزیزون سے علحدہ ہوکر غربت اور مسافری مین اسجگہ میرے پاس رہتے ہین اور اپنی اپنی مقدرت کیموافق مالی خدمتین میرے سلسلہ کے لئے فدا اور دلدادہ ہین۔

یہ ایکبات کا وقت ہے بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے کوئی نہین جو خدا کے ارادے ٹالدے۔

محمد صادق بھیروی

لطیفہ

حضرت مولوی نور الدین صاحب اپنے طالب علمی کے زمانہ کی بات سنایا کرتے ہین کہ ہندوستان مین جب کہ ہم تعلیم پاتے تھے تو ہمارے ایک مہربان تھے بڑے پرہیزگار اور صالح آدمی انکا اسم شریف تھا شاہ جی عبد الرزاق مین ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ بہت دنون تک ان کے پاس نہ گیا اور پھر جب مین ان کی ملاقات کے لئے گیا تو انھون نے فرمایا تم اتنی دیر تک کیون نہ آئے مینے عرض کی کہ ایسے ہی آنا نہ ہوسکا فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر نہین گئے۔ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر بھی نہین گئے۔ اس فقرہ کو دو تین دفعہ دہرایا مین نہ سمجھ سکا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھکو سمجھایا کہ قصاب کسطرح اپنی دونون چھریونکو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری سے ملالیتا اور رگڑ لیتا ہے۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہئے کہ دنیا کے دھندون اور تعلقات کے درمیان انسان کے قلب پر بہت جلد ایک زنگ چڑھجاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگ جاتی ہے جسکے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً نیک صحبت کے ساتھ قوت پکڑتا رہے چنانچہ قرآن کریم نے اس کیطرف اشارہ فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

تقوی اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو ان کی معیت سے قوت پکڑو۔ مبارک ہین وہ جو صادق کو پہچانتے ہین اور اسکی خدمت مین حاضر ہو کر اُس کے منور چہرہ کے دیدار سے نور حاصل کرتے ہین اور اُسکی جاری کی ہوئی نہرون سے ایسا پانی پیتے ہین کہ پھر کبھی پیاسے نہین ہوتے۔

محمد صادق

* فٹ نوٹ اس آیۃ کریمہ پر بغور نظر کرنے سے ہمارے بالغ خرد ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین کہ تقوی اللہ کی حقیقت اُسوقت تک متحقق نہین ہوسکتی جب تک کہ ایک فانی مرد کی پاک صحبت مین بیٹھکر اس کے انفاس طیبہ کی برکت سے بہرہ ور نہون۔ اس سے ان لوگون کو سبق لینا چاہئے جو کہا کرتے ہین کہ اپنے گھر مین بیٹھکر اسمد اللہ کرلینا کافی سمجھتے ہین۔ اور کسی صادق کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو ضروری نہین سمجھتے تقوی اللہ سے انسان محسنون کے زمرہ مین داخل ہوسکتا ہے مگر اس تقوی اللہ کی حقیقت ایک صادق کے حضور بیٹھکر کھلتی ہے۔

(ایڈیٹر)

ضرور پڑھ لین

مندرجہ ذیل کتابین ہمارے پاس موجود ہین لیکن بعض انمین سے اب بہت تھوڑی باقی ہین اسلئے قرآن کریم کے اسرار اور نکات سے مزہ لینے والے احباب جسقدر جلد ممکن ہو منگوالین ورنہ بعد مین عدم تعمیل ارشاد کے لئے ہمکو معاف رکھین۔ کیونکہ اول تو یہ کتابین چھپتی ہی تھوڑی ہین اور پھر اکثر احباب جو کارخانہ کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہین محض بہ تقسیم کرنے کے لئے متعدد کاپیان خرید لیتے ہین اس لئے بعد مین پھر جو درخواستین آتی ہین ہم ان کی تعمیل نہین کرسکتے شکایت رہجاتی ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابین اسوقت موجود ہین

رپوٹ جلسہ سالانہ

جسمین حضرت اقدس کی تین مبسوط تقریرین تقوی اللہ کی فلاسفی اپنے دعاوی کی توضیح اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت پر مشتمل ہین غرض یہ کہ امام الزمان کا کلام ہے۔

اور دو زبردست تقریرین حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی اس مضمون پر ہین کہ قرآن کریم کا منشا جبکہ اخلاقی تعلیم تھی تو پھر تحدیانہ پیشگوئیان کیون کی ہین سوال کی وقعت سے جواب کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ قرآنی فلسفہ کے مزہ لینے والے ضرور پڑھین

پھر حضرت مولنا مولوی حکیم نور الدین صاحب کی ایک لطیف تقریر اثبات رسالت اور ضرورۃ امام پر ہے قرآن کریم کے بعض مقامات کی لطیف تفسیر۔

علاوہ ازین ایڈیٹر کیطرف سے دو جزو مین حضرت اقدس کی بست سالا کار روائی پر ایک ریویو کیا گیا ہے قیمت ۲؍

انذار

طاعون کے متعلق حضرت اقدس کی کل کارروائی کا مجموعہ - جسمین جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب اور حضرۃ اقدس کی دو جدا گانہ تقریرین اور جناب سید حامد شاہ صاحب کی ایک دلپسپ نظم حالات زمانہ پر ہے قیمت ۴؍

حضرت اقدس کی ایک **تقریر** مسئلہ وحدت وجود پر **خط** - نماز کی حقیقت اور دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - اور مسئلہ وحدت وجود کی حقیقت کھولکر دکھائی ہے - بے نظیر مضمون ہے دوبارہ چھپی ہے قیمت ۲؍

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

سنہ ۱۸۷۹ء مین حضرت اقدس کے جو مضامین اسلام کی تائید اور حقیقت مین مخالفین پر حجت پوری کرنے کی غرض سے ہند و باندھو مین شائع ہوئے تھے انمین سے پہلا حصہ آمیز قابل قدر مضمون ہین

وید و فرقان کا مقابلہ

الہام اور مسئلہ قدامت روح

قیمت ۲؍

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

بسا اوقات نادان پادری اور ان کی کورانہ تقلید سے کم عقل آریہ اسلام پر جبر و اکراہ کا الزام لگاتے ہین مگر مین حیران ہوتا ہون کہ اسلام کیا ؟ اور جبر و اکراہ کیا ؟ خود لفظ اسلام جو سلم سے مشتق ہے اپنے اندر صلح اور آشتی کے معنے رکھتا ہے گویا بذاتہ اسلام مین صلح اور آشتی کا موجود ہے - اور یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان جو تصدیق قلبی کا نام ہے جبر و اکراہ سے ممکن نہین - اسلام ایکطرف منافقون کی مذمت بیان کرتا ہے پھر دوسری طرف کب روا رکھ سکتا تھا کہ ایک انسان ایسے طور پر داخل اسلام ہو جس سے نفاق کا اندیشہ ہو ؟ چنانچہ اس آیت سے جو مدنی سورۃ کی ایک آیت ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام مین کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہین ہے - جب کہ حق و باطل بالکل واضح ہو چکے پھر اس مین اکراہ کی حاجت ہی کیا اسلام کے اصول بجائے خود اس قسم کے ہین کہ ایک سلیم الفطرت انسان کو ان کے قبول کرنے کے بدون چارہ ہی نہین رہتا -

مین اس الزام پر کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ذرا کھولکر بیان کرنا چاہتا ہون - اسلام مین شرط ہی کہ انسان صدق دل سے اللہ تعالی کی الوہیت اور اس کے صفات کاملہ اور رسالت اور یوم آخرۃ وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لاوے تب وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ بات کیسی صاف اور سیدھی ہے کہ جبر و اکراہ سے کبھی کوئی دلی یقین پیدا نہین ہو سکتا - مین دعوہ سے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واجب الاحترام جانشینون کے عہد مین کوئی شخص بھی جبر و اکراہ سے داخل اسلام نہین کیا گیا - بلکہ مین اس خیال کو یہان تک وسیع کرکے کہہ سکتا ہون کہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے عہد مین بھی کوئی عاقل و بالغ جبر و اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا اور ہرگز نہین بنایا گیا - دنیا مین تاریخ موجود ہے اگر کوئی ہے تو صحیح تاریخ سے اسکو ثابت کر دکھاے - ایک رئیس نے عالمگیر کا تذکرہ مجھسے کیا - مینے جب اسکو جواب دیا کہ عالمگیر متعصب نتھا اور نہ اس نے کسی کو جبرًا مسلمان کیا تو اسنے مجھسے کہا کہ آپنے خافی خان کی تاریخ نہین پڑہی مینے جواب دیا کہ مین ایسی تاریخون کو پڑھنا نہین چاہتا جنکا نام ہی بتلا رہا ہو کہ خافی خان ہر بات وہ ہے جو مردون کے مبدان ہو -

غرض یہ ہے کہ اسلام نے کسیکو جبرًا داخل اسلام کرنے کی اجازت نہین دی اور نہ کسی نے ایسا کیا - ہمکو تاریخ بتلاتی ہے کہ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور امن کے معاہدہ کے بعد کل مذاہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر لیتے تھے خیبر کے یہود بحرین اور عمان کے عیسائی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کیوقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کے رعایا تھے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تھے -

عالمگیر پر بڑا الزام دیا جاتا ہے کہ اس کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر ہندو ہی مختار تھے اگر کہا جاوے کہ اسکی اپنے بھائیون سے مذہبی لڑائیان تھین تو یہ بھی تاریخ کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ کون نہین جانتا کہ عالمگیر نے دکن کے ایک سید بادشاہ تانا شاہ پر چڑہائی کی اور اپنے مسلمان باپ اور بھائیون کو جو کیا وہ مخفی نہین - یہ امور پولیٹکل تھے نہ مذہبی ایسا ہی محمود کی نسبت کہین تاریخ سے پتہ نہین لگتا کہ اس نے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام میں ہمت صرف کی - اپنے بھائی مسلمان امیر اسمعیل سے جنگ کی یہان وہ مذہبی جنگ تھی اور ہند کے حکمر راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے ابتدا کی ورنہ محمود بلاد تاتار کو فتح کرنا چاہتا تھا - القصہ اسلام کا دامن اس الزام ناپاک سے بالکل پاک ہے

ضروری اطلاع

ہمارے مکرم چودھری رستم علیخانصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اطلاع دیتے ہین کہ انبالہ سے گذر کر جو صاحب قادیان شریف جانیوالے ہون یا قادیان شریف سے واپس ہوتے ہوی انبالہ سے گذرین وہ انبالہ مین انکو بشرط فرصت ضرور مل لیا کرین - اس سے باہمی محبت اور تعارف بڑھتا ہے - اور اگر کوئی کام ہو تو وہ بھی ہو جاتا ہے - اور اگر کسی صاحب کو اترنے کی فرصت نہ ہو تو مجھے بذریعہ کارڈ صحیح وقت اور تاریخ سے اطلاع دیا کرین مین خود سٹیشن پر آکر مل لیا کرونگا -

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا - الحمد للہ علی ذلک